جلد ۲ — ۲۵ - مئی ۱۹۱۵ء مطابق ۱۰ - رجب ۱۳۳۳ھ — نمبر ۱۴۴

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح خیریت سے ہیں آپ نے بعد از نماز جمعہ بعض احباب کو اپنا ایک اور رؤیا سنایا - جس میں کسی ابتلاء شدید کی خبر ہے دعائیں کیجا رہی ہیں - اللہ تعالےٰ انجام بخیر فرمائیگا -

۲ - الفضل کو بروقت بھیجنے کے لئے بہت کوشش کی جاتی ہے بعض وقت صرف دس پندرہ منٹ کی دیر کی وجہ سے ڈاکخانہ والے اخبار لینے سے انکار کر دیتے ہیں اور ناظرین کو ایکدن بعد پہنچتا ہے باوجود یکہ ڈاکخرچ ایکصرف لگتا ہے اور کوئی غیر معمولی کام بھی نہیں - ایک کلرک کی ایزادی کا ہم سمجھتے تھے ہمیں بھی کچھ فائدہ ہوگا مگر خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم عملہ ڈاکخانہ کے اپنے کام میں کچھ آرام ہوا ہوگا

۳ - بعض طلباء و شیخ نواب الدین کنجاہی - عبد العزیز صاحب و لعل الدین صاحب آئے -

۴ - تشحیذ ماہ جون میں ایک زبردست مضمون شائع ہوتا ہے جس میں از روئے کتب شیعہ دعوٰی حضرت مرزا صاحب کا ثابت کیا گیا ہے -

اخبار احمدیہ

۱ - تازہ پیغام میں لکھا ہے کہ خواجہ کمال الدین بروزی طور پر مسیح موعود ہے اور اسکے دلائل دینے کی کوشش کیگئی ہے - فاصنع ما شئت

۲ - شیخ عبد الرحمن صاحب مصر سے اپنی خیریت کا خط بھیجتے ہیں اور لکھا ہے میں حضور کو اس بینظیر کامیابی پر جو اللہ تعالیٰ نے اس خطرناک قومی فتنہ کی آگ بجھانے میں آپ کے شامل حال کی ہے سچے دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں

کاش یہ لوگ اسی اصل کو جسے مدت دراز تک مخالفین کے سامنے حضرت مسیح موعود کی صداقت کے لئے پیش کرتے رہے ہیں اپنے امر میں پیش کرکے ہماری تعداد کے بڑھنے اور اپنی تعداد کے گھٹنے پر غور کرتے -

۳ - برادر محمد تقی احمدی مارس سرہند لکھتے ہیں کہ رفیق ۱۹۰۹ء کی جلد صفحہ ۳۰۵ میں لکھا ہے کہ اگر گذشتہ زمانوں میں خدا تعالیٰ نے انبیاء اس غرض کے لئے مبعوث کیے کہ وہ روحانی مردوں کو اپنے قدسی انفاس سے زندہ کریں تو کیا وجہ ہے کہ اس زمانہ میں کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ غیر احمدیوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ جب اس سے کم ضرورت پر رسول آتے رہے ہیں تو اس زمانہ میں کیوں نہیں آئے -

۴ - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مصنف چٹھی مسیح ترگڑی سے اپنے لڑکے مسمی محمد علی عمر ۳۲ سال کا جنازہ غائب پڑھنے کی التجا کرتے ہیں - (۲) ایک عورت کی بیعت بھی انہوں نے

باہتمام شیخ عبد الرحمن پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا

بھیجی تھی (س) اخبار کی صحت کتابت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جس کے جواب میں عرض ہے کہ غلطیاں نہایت فاش بیشک رہ جاتی ہیں۔ اور آپ سے زیادہ ایڈیٹوریل سٹاف کو رنج پہنچتا ہے۔

۵۔ ایک صاحب حسن علی نام لسبین برہما سے برادر عبدالقادر کٹی کے حسن اخلاق کی مدح کرتے ہیں۔ اور حیران ہیں کہ وہ کھانے اور گاڑی میں سجانے میں اپنے نوکروں سے کوئی امتیاز نہیں کرتے اور لکھتے ہیں کہ میں اس جماعت کے اخلاق دیکھکر تعجب کرتا ہوں کہ یقرن اول کے مسلمان کہاں سے آ گئے۔ (کیوں نہ ہو ایک نبی کی صحبت کے تربیت یافتہ ہیں)

۶۔ محمود خان صاحب مدرس ہونگ طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے اور برادر محمد سلطان احمدی سوداگر چرم لودہراں عرق النسا سے صحت کے لئے دعا کے خواستگار ہیں۔

۷۔ برادر محمد اکرام صاحب ولد سید اکبر علی صاحب شہر سیالکوٹ اس الزام کی نہایت زور سے تردید کرتے ہیں جو پیغام نے ان پر لگایا ہے کہ وہ غیر احمدی ہیں۔ اور جناب میر حامد شاہ صاحب نے نعوذ باللہ ایک غیر احمدی کو لڑکی دی ہے۔ برادر محمد اکرام صاحب نے اس خط کی نقل بھیجی ہے جو انہوں نے بیعت کے لئے لکھا تھا پھر اسکی منظوری پر جو خط قادیان سے گیا اسکی نقل ہے جھوٹے افترا کرنے والوں کو شرم کرنی چاہیئے۔

۸۔ مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں۔ ہم ریاست میں تبلیغی دورہ کر رہے ہیں۔ رائچور۔ گلبرگہ۔ یادگیر میں تبلیغ کی گئی۔ اور بڑے عہدہ داروں کو کتابیں دی گئیں۔ یادگیر میں چند آدمی داخل بیعت ہوئے اب ہم تیمار پور جاتے ہیں۔

یادگیر میں ایک مدرسہ احمدیہ لوئر پرائمری بہت بارونق ہے عاجز نے معائنہ کیا۔ تعلیمی حالت بہت اچھی ہے۔

۹۔ مسجد مونگھیر کا فیصلہ :۔ آج جج صاحب نے مقدمہ مسجد کی اپیل میں فیصلہ سنا دیا۔ میں نے پورا فیصلہ خود جا کر پڑھ لیا۔ جج نے فیصلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے مسلمان ہونے کے بارہ میں بڑا پر زور فیصلہ لکھا ہے اور احادیث سے اسلام اور ایمان کی بناؤں کو دکھلا کر پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف تصنیفوں سے صفحوں کے صفحے مذہب و تعلیم عقائد اور اعمال و احکام کے متعلق مضامین نقل کر کے دکھلایا ہے کہ ایسے شخص اور ایسی جماعت کو جو ایسے عقائد رکھتی اور جس کا عظیم الشان لیڈر (اسلام اور محمد صلعم کا ایسا شیدائی ہو اور جو اپنی زندگی میں اسلام کی اصل حقیقت کا ثبوت پاتا ہو۔ اسکو یا اسکی جماعت کو کافر کہنا بڑی دلیری کا کام ہے اور یہ تجویز کیا ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کی جماعت ہے اور انکو مسجد متدعویہ میں نماز پڑھنے کا حق بھی حاصل ہے مگر علیحدہ جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت بہ چند وجوہات میں نہیں دے سکتا" وزارت حسین از مونگھیر

پیغامیوں کا سلوک مبائعین سے

برادر محمد عثمان صاحب لکھنؤ سے لکھتے ہیں۔ لاہور میں میں مشہور نرم ترین پیغامیوں سے ملا تھا یعنی شیخ رحمت اللہ صاحب اور مرزا یعقوب بیگ صاحب سے نماز مغرب کا وقت آ گیا مگر میں نے نماز نہیں پڑھی اور ارادہ کیا کہ جائے قیام پہ جا کر جمع بین الصلوتین کر لونگا۔ جب نماز ہو رہی تھی تو ایک لڑکا آیا اور مجھے بلا تکلف دو چانٹے رسید کئے اور کہنے لگا کہ نماز نہیں پڑھتا ہے۔ . . . . . . : . . . . : شیخ صاحب نے کھلے طور پر تبرے بازی کی۔ قاضی اکمل صاحب اور مولانا سرور شاہ صاحب کے شان میں بے نقط گالیاں نکالیں اسکے بعد علیجان نے مجھے مولوی محمد علی صاحب کے پاس چلنے کے لئے کہا میں نے جواب دیا بس معاف کیجئے سزا بھگت لی۔ میں لاہور میں گالیاں سننے نہیں آیا ہوں بلکہ سیر کرنے گالیاں دینے میں میرا شہر کچھ کم نہیں ہے۔ اسقدر مدت کا تجربہ ہی اگر ایسی ہی شامت آئے گی تو لکھنؤ میں بھی کسی رافضی کے پاس چلا جاؤنگا اور وہاں سن لونگا بہرحال میں تو گیا انہوں نے مشہور کیا ہے کہ قادیان میں اختلاف خیالات رکھکر کوئی نہیں جا سکتا ٹھہر نہیں سکتا یہ انکی سزا ہی کہ انکے یہاں کا ایک بچہ بھی اسقدر غضب دکھاتا ہے کہ جس کی انتہا نہیں۔ بڈھوں کا نہ معلوم کیا عالم ہوگا۔ اللہ رحم کرے۔

مالابار میں احمدیہ انجمن

ہم یہاں کوڈالی میں ایک انجمن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ خدا کے فضل و کرم سے ہمارے ارادہ دل کے موافق کل ۱۹۱۵ء مئی کو یہاں کے احمدی احباب نے ایک جگہ جلسہ میں جمع ہو کر اپنی اپنی طاقت کے مطابق ماہوار چندہ دینے کے لئے مقرر (کی ہے) ہم بہت غریب لوگ ہیں لیکن خدا غنی ہے یہاں کے بڑے بڑے اور مالدار لوگ سب ہمارے دشمن ہیں۔ یہاں کے کل احمدی احباب ۱۳ ہیں۔ اسکا سکرٹری یہ عاجز ہے یعنی احمد۔ اس جلسہ میں دو دفعہ میں نے لیکچر دیا ہے۔ فخرالدین صاحب نے حضور کا خطبہ پڑھ کے سنایا پھر شیخ عبداللہ صاحب نے اتفاق کے متعلق ایک لیکچر دیا کننو اور بینگاڈی میں احمدی بہت ہیں

تازہ خبریں

عراق عرب اور دردانیال کی جنگ

دیوان خاص میں لارڈ کچنر نے بیان کیا۔ کہ عراق عرب میں ترکوں کو شکست دینے میں ہندوستان نے اپنی قابلیت اور شجاعت کا ثبوت دیا ہے درہ دانیال میں ترقی کی رفتار لازماً سست ہے کیونکہ یہ علاقہ نہایت دشوار گذار ہے۔ لیکن ترک۔ جنہیں دمبدم کمک پہنچتی رہتی ہے بڑی بڑی مستحکم جگہوں سے بتدریج پسپا ہو رہے ہیں۔

گیلی پولی میں جنگ

لنڈن ۱۹ مئی ۱۷ مئی کو ہماری ہوٹزر توپوں نے ہوائی جہازوں کی امداد سے ترکوں کی بھاری ہوٹزر توپوں کے سامان حرب کی گاڑیوں کو اُڑا دیا۔ اور بعد میں ان ترکوں کی توپوں پر براہ راست گولہ باری کی جو آسٹریلوی فوج کے محاذ پر تھیں۔

نیز ہم نے غنیم کی خندقیں اور توپوں کی نصب گاہیں تباہ و برباد کر دیں۔ برطانوی و فرانسیسی مورچوں کی حالت روز بروز ترقی پذیر ہے۔

بار برداری

درگائی اور چترال کے درمیان مال و اسباب کی آمد و رفت یکم جون کو شروع ہو جائے گی اور ۲۱ اکتوبر تک قائم رہے گی

پہلی فوج کی کامیابی :۔ سر جان فرنچ رپورٹ کرتے ہیں کہ ہماری پہلی فوج نے لاباسی کی سمت میں مزید کامیابیاں حاصل کیں۔ جرمن سپاہیوں کی کئی جماعتوں نے خود بخود ہماری فوج کے آگے ہتھیار ڈالدیئے

اطالی اخبارات لکھتے ہیں کہ شاہ گورنمنٹ اور رعایا کی متفقہ رضامندی سے فی الحقیقت جنگ کا اعلان ہو چکا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۱۵ء

مسلمانوں کو گمراہ کرنیکی کوششیں

نمبر ۲

مذہب کی آڑ میں شورش پسندی

ایک قابل ضبطی قصیدہ

ہمارے ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ کس طرح فرضی طور پر اسلامی نام رکھکر اور برائے نام مسلمان کہلا کر مسلمانوں کے قلوب کو باغیانہ خیالات اور شورش پسند جذبات سے متاثر کیا جاتا ہے اور کسطرح فرضی قومی جھنڈے کے رنگوں میں سے ایک رنگ کو اسلامیت کا قائمقام قرار دیکر اسلام سے نابلد گر دعوئے اسلام کرنے والوں کو سبز باغ دکھا کر گرداب گناہ و ہلاکت میں ڈالا جاتا ہے پھر قارئین کرام مطالعہ فرما چکے ہیں کہ بے بنیاد اور غلط خبروں نیز شر انگیز افواہوں کی اشاعت نے اگر کسی قوم کے افراد کو ورطۂ گمراہی میں ڈالا اور باوجود ادعائے خدا پرستی جہالت کی دیوی کے سامنے ماتھا ٹیکنے کی ترغیب دلائی۔ تو وہ مسلمانوں کی بدقسمت اور مغضوب علیہ قوم کے افراد متوطن ضلع مظفر گڑھ تھے۔

اب جس دل میں اس قوم کی بہتری کے لئے درد ہو۔ جس قلب میں انکو ہدایت یافتہ دیکھنے کی تڑپ ہو جس دماغ میں اسکی سابقہ برتری کی اور موجودہ زوال کی یادداشتیں ہر وقت محفوظ رہیں۔ وہ کیوں اس حالت کو دیکھکر کڑھا کیں ہر وقت یہ سعی نہ کرے کہ کسی طرح اس گمراہ قوم کی رہنمائی کرکے اسے جادہ راستی و سلامتی پر چلایا جائے یہی درد ہے یہی قلق ہے یہی محبت ہے اور یہی احساس فرض ہے کہ ہم جہاں تک تعلیم سے اس قوم کو آگاہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جو اس مقدس قوم اور اس نور سے حصہ لینے جانیکی سب سے زیادہ مستحق ہو

ہاں یہی احساس فرض ہے جو ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم ان گمراہ کن کوششوں پر سے پردہ اٹھا دیں جو آجکل پس پردہ مذہب کی آڑ میں شورش پسندی اور بغاوت کا تباہ کن جلوہ سامری دکھا کر قرآن سے ناواقف مسلمانوں کو غلط سیاست کے بچھڑے کا پرستار بنا رہی ہیں۔ یہ خفیہ کوششیں مجوزہ بالا بیرونی عیاریوں اور غلط افواہوں کی اشاعت سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کیونکہ یہاں زہر کو تریاق ظاہر کرکے مریض کے سامنے رکھا جاتا ہے اور پیرایہ مذہب کے نام کی شکر چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے چنانچہ ان کوششوں اور خفیہ ریشہ دوانیوں کا نتیجہ ہے کہ بعض نوجوانوں پر دشمنان اسلام کا جادو چل گیا اور بقول ہر آنر

ایک بعض مسلمان طلباء سرحد کی طرف چلے گئے

پھر انہی کوششوں کا یہ نتیجہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ نے مصلحتاً مناسب سمجھا کہ ظفر علیخاں۔ مسٹر محمد علی اور مسٹر شوکت علی جیسے تعلیمیافتہ اصحاب کو نظر بند کرے اور پشاور میں تلاشیاں لے۔ کیونکہ شبہ کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے اس میدان میں دوڑ شروع کی ہے جو بوجہ اپنی ناہمواری اور سنگلاخ پن کے مسلمانوں کی اس کم تعلیمیافتہ اور ناواقف قوم کے لئے عجز مزدوں اور نقصان رساں ثابت ہوگا اور ہو رہا ہے۔ ہمنے ہر موقعہ پر مناسب و مفید مشورہ دیا مگر آہ اسکی قدر نہ کی گئی ہمیں خوشامدی۔ بزدل اور دشمنان اسلام کہا گیا لیکن یاد رکھو کہ حق ہمیشہ تلخ ہوتا ہے سنو دشمن گفتگو نے سیکنم ہم اب بھی کہتے جائینگے اور یقیناً ایک وقت آئیگا اور اکثر آچکا ہو کہ ہماری رائے جو ایک مومن اسکی رائے کے ماتحت ہے یقیناً اپنے سامنے خیالی اطاعت و تسلیم وصول کرا کر رہیگی اب ہم ان مکروہ کوششوں میں سے بعض پر روشنی ڈالتے ہیں۔

بعض ناسمجھ اور کوتاہ اندیش حلقوں میں کوشش ہوئی کہ کسی نہ کسی طرح کانپور کے ناگوار حادثہ کی یاد تازہ رکھی جائے اور ابھی دیر نہیں ہوئی کہ کانپور کی مسجد بیخون کی بارش کے عنوان سے ایک بیہودہ اور بے سروپا گپ اڑائی گئی اور نتائج کا خیال نہیں رکھا گیا۔

پھر (جاہدوا فی سبیل اللہ) [illegible] سے خفیہ رسائل شایع کرکے جاہل مسلمان قوم کے تعدد خانداری کو جہاد کا نام لیکر لوٹنے کی قبیح تلقین اور بیہ فراموش کرایا — ۵

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا + وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

حالانکہ اس پاکباز رسول ہر اسکا قول تھا جسکی صداقت کو نصف زمین نے ظاہر کیا بلکہ خود آسمان نے بھی اسپر بارہا مہر لگائی اور بیہ طرح بس بلقان مورا کو اور ترکی میں پیش آنے والے واقعات اسکی پرتیں تائید کی اور کر رہے ہیں۔

ان سب مسلم کش کوششوں کے علاوہ اب ایک اور ریشہ دوانی شروع ہے اور خفیہ خفیہ اسکی اشاعت کیجارہی ہے اور گمراہ مسلمانوں کو اور گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش میں بعض لوگ اپنا نامہ اعمال سیاہ کر رہے ہیں وہ ایک فرضی قصیدہ کی اشاعت ہے جسکی نقل ہمارے پاس موجود ہے مگر ہم اسکا اخبار میں شایع کرنا نامناسب سمجھتے ہیں اس قصیدہ کو حضرت نعمت اللہ شاہ ولی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور جہلا کو یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں جو واقعات لکھے ہیں جس طرح وہ پورے ہوئے اسی طرح آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

اس قصیدہ کا مصنف کوئی شورش پسند سازشی معلوم ہوتا ہے اور اشعار کی عبارت اور ملکوں کے موجودہ ناموں کے استعمال سے پایا جاتا ہے کہ مصنف قصیدہ کو فارسی میں پوری دسترس نہیں اور اسکی زبان گنواری زبان ہے نیز وہ موجودہ زمانہ کا آدمی ہے جس نے واقعات پیش آمدہ کو مدنظر رکھکر قصیدہ مذکور تصنیف کیا اور حضرت نعمت اللہ ولی کی طرف منسوب کر دیا اور اسکی غرض صرف اسقدر ہے کہ جہاد کے خلاف تعلیم دینے والے احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کو (خاک بدہنش) غلط قرار دے اور ہندوستان کے مسلمانوں کو گورنمنٹ برطانیہ سے بدظن کرکے امیر افغانستان اور اسکے بھائی کے ساتھ رشتہ عقیدت باندھنے کی ترغیب دے چنانچہ اس قصیدہ میں حبیب اللہ و نصر اللہ دونوں کا نام مذکور ہے اور افغانستان اور ہندوستان میں اسکی کثرت سے اشاعت ہو رہی ہے۔

ہم اس قصیدہ کے گمنام مصنف اور اس قصیدہ کے شائع کرنیوالوں کو یقیناً اسلام و مسلمانوں کا دشمن قرار دیتے اور اپنی جماعت کو تاکید کرتے ہیں کہ جہاں کہیں کوئی شخص ایسے قصیدہ کا ذکر کرے یا اسکی نقل پیش کرے اسے وہیں اسکی غلطی پر متنبہ کیا جاوے اور امید ہے کہ گورنمنٹ بھی اس زہر آلود قصیدہ کی ضبطی کا اعلان فرمائیگی اور ایسے بلغیانہ اشعار پڑھنے والوں کو قانون کی زد میں لاکر امن پسند رعایا پر ایک احسان کریگی۔

احمدی احباب یاد رکھیں کہ حضرت نعمت اللہ شاہ ولی کا وہی قصیدہ قابل وقعت ہے جسے حضرت مولوی اسمٰعیل شہید مرحوم نے اپنی کتاب منصب امامت میں نقل کیا اور جسے مولوی صاحب کے تقوی کی بنا پر معتبر سمجھکر حضرت مسیح موعود نے نشان آسمانی میں درج کیا ہے اور بس پس ہماری جماعت اس قسم کی تمام گمراہ کن کوششوں کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور وفاکشی کے جادہ مستقیم کیطرف جسپر مسیح موعود نے ہمکو چلایا ہے مسلمانوں کی رہنمائی کرتی رہے اور سیاسی دجالوں کے فریب اور عیاریوں سے بچانیکی پاک کوشش کرے ✦

مدینۃ المسیحؑ

خلافت ثانیہ ایدھا اللہ تعالیٰ کے قیام کے کچھ مدت بعد سے اخبار پیغام صلح میں لاہور کو مدینۃ المسیح لکھا جاتا ہے اور اس بے بنیاد دعوے کے مختلف دلائل بھی دئے جاتے ہیں لیکن جہانتک میں نے غور کیا ہے تمام دلائل کا خلاصہ دو باتیں ہیں ۔

ایک یہ کہ حضرت اقدس کا ایک الہام ہے کہ ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں۔ اسمیں لاہور کو مدینہ کے لقب سے ملقب کیا ہے کیونکہ یہاں ہی آپ کی وفات ہونے والی تھی ۔

دوسری دلیل یہ کہ جس مقام پر رسول کریم صلعم نے وفات پائی تھی اسکا نام مدینہ ہے۔ اسلیئے جہاں مسیح موعود فوت ہوں اس شہر کو بھی مدینہ کہیں گے ۔

یہ ہے خلاصہ پیغامی دلائل کا۔ اب میں دونوں دلیلوں کو پرکھنے کے لیئے دونو کو الگ الگ ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں

پہلی دلیل کے متعلق ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جب یہ الہام ہمارے حضرت کو ہوا تو آپنے اسکی تشریح اسطرح پر فرمائی کہ اس الہام میں خدا تعالےٰ نے ہمیں ہماری تبلیغ اور مخالفین کے انجام کے متعلق اطلاع دی ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات یا تو ایسی حالت میں ہوگی جبکہ مخالف زوروں پر ہوں گے اور ہماری جماعت مظلومانہ رنگ رکھتی ہوگی۔ اور ہمارے مخالف کفار مکہ کی طرح تشدد سے کام لیتے ہوں گے۔ اور یا اسکے برخلاف آپ کی وفات ایسے وقت میں ہوگی۔ جبکہ مخالف تھک کر ہمت ہار چکے ہوں گے۔ اور احمدی جماعت عام طور پر پھیل چکی ہوگی۔ اور فتح و نصرت اسکے ہمرکاب ہوں گے۔ جیسا کہ رسول صلعم اور آپکے صحابہ کی حالت مدنی زندگی میں تھی یہ ہے وہ تشریح جو حضرت اقدس نے اس الہام کے معنوں کی تحریر فرمائی تھی۔ اور جسے میں نے اپنے لفظوں میں لکھا ہے۔ اب فہیم ناظرین پر منکشف ہوگیا ہوگا کہ جس الہام سے پیغام صلح والے لاہور کو مدینۃ المسیح ٹھیراتے ہیں۔ اس الہام کے معنے اور مطلب ان کے امام و پیشوا اپنی زندگی میں کچھ اور لکھ چکے ہیں۔ پیغام صلح کو کیا حق ہے کہ وہ اس الہام کے ایسے معنے کرتا ہے جو حضرت اقدس نے نہیں کیئے خصوصاً اس صورت میں کہ جب حضرت اقدسؑ ایک معنے کر چکے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ یعنے تمہارے لیئے جائز نہیں کہ اللہ اور اسکے مرسل سے کسی بات میں تقدیم کرو۔ جب حضرت مرزا صاحب ہمارے اور غیر مبائع احباب کے امام اور پیشوا ہیں تو ہم میں سے کسی کیلیئے بھی جائز نہیں کہ کسی الہام کے ایسے معنے کریں جو خود امام کی تشریح کے خلاف ہوں۔ ہمارے مبائعین احباب ہمیشہ اس اصل پر محکم طور پر جمے رہیں۔ اور جب کوئی غیر مبائع لاہور کو مدینۃ المسیح کہے تو فوراً اس کی تردید کریں۔ اور اس سے کہیں کہ تمہارے پیشوا نے اس الہام کے کیا معنے کیئے ہیں۔ کیا ان کی تشریح سے تمہارے معنوں کی تائید نکلتی ہے۔ اور کیا تم ان سے زیادہ فہم و فراست رکھتے ہو کہ تمہیں اس الہام کی سمجھ آگئی۔ اور تمہارے پیشوا نہیں سمجھے۔ پھر وہ فوت ہوئے اور وہ شخص جو مشکوٰۃ نبوت سے نور حاصل کرنے والا تھا۔ ان کی جگہ مسند نشین ہوا۔ اور چھ سال سریر آرائے خلافت رہا وہ بھی اس تحقیقات سے محروم رہا لیکن اچانک مولوی محمد علی صاحب کا دماغ لڑگیا اور وہ نیا مسئلہ جس سے منعم علیہ قوم محروم رہی آپ کی طرف القا کیا گیا ۔

اسکے بعد ناظرین کی توجہ دوسری دلیل کی طرف منعطف کرانی چاہتا ہوں۔ اور یہ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ آپ یہ سوچیں کہ آیا مدینہ کو مدینہ اسلیئے کہتے ہیں کہ وہاں رسول کریم صلعم نے وفات پائی یا کسی اور وجہ سے اگر واقعی طور پر اس شہر کا نام بسبب آپکے وفات پانے کے مدینہ رکھا گیا۔ تو نیر مبائعین کی ایک حد تک شنوائی ہوسکتی ہے۔ لیکن یہ امر نہایت بدیہی ہے کہ مدینہ کو مدینہ آپ کی وفات کی وجہ سے نہیں کہتے کیونکہ یہ نام تو رسول اللہ صلعم کی زندگی ہی میں اسکا مقرر ہوگیا تھا۔ چنانچہ خود رسول اللہ صلعم اسکو مدینہ کہتے تھے۔ جیسا کہ سینکڑوں حدیثوں میں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بخاری و مسلم میں مروی ہیں اسکو مدینہ کہا گیا۔ اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ یثرب کا نام مدینہ رکھنا آپ کی وفات کی وجہ سے نہ تھا۔ کیونکہ اگر وفات کی وجہ سے ہوتا تو آپ کی وفات کے بعد یہ نام رکھا جاتا۔ لیکن یہ نام تو رسول کریم کی زندگی ہی میں زبان زد خاص و عام ہوگیا تھا۔ اب کہاں ہیں وہ لوگ جو لاہور کو حضرت اقدس کی وفات کی وجہ سے مدینہ بنا رہے ہیں ۔

دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ جس مقام میں مسیح موعود کی وفات مقدر تھی اگر اسکا اصطلاحی نام مدینہ ہونا تھا تو یہ الہام کیوں ہوتا کہ ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں۔ کیونکہ جب وفات کی جگہ کا نام مدینہ ہے تو پھر مکہ میں مرنا کیسا؟ کیونکہ جہاں فوت ہوتے وہ مدینہ کہلاتا۔ پھر مکہ میں کس طرح فوت ہوسکتے تھے اگر کہا جاوے کہ مکہ سے مراد قادیان ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر قادیان میں وفات ہوتی تو پیغام صلح کی اصطلاح میں قادیان ہی مدینہ بنجاتا۔ تو پھر بھی (معاذ اللہ) اس الہام کی عبارت فضول ٹھیرتی۔ کیونکہ جب وفات کے مقام کا نام مدینہ ہے تو مکہ کے لفظ کے کیا معنے صرف یہی ہونا چاہیئے تھا کہ ہم مدینہ میں مریں گے۔ کیونکہ اگر مکہ (یعنی قادیان) میں مرتے وہ بھی مدینہ ہوجاتا۔ خلاصہ یہ کہ جب بقول پیغام صلح وفات کے مقام کا نام مدینہ ہے تو اس الہام میں "ہم مکہ میں مرینگے" کا فقرہ فضول ہے کیونکہ ناممکن تھا کہ آپ مکہ میں مرتے۔ اسلیئے کہ جہاں مرتے اسکا نام مدینہ ہوجاتا پھر اسکو مکہ کس طرح کہہ سکتے ۔

تیسری بات جو توجہ کے قابل ہے یہ ہے کہ یثرب کو مدینہ اس لیئے کہتے ہیں کہ وہاں رسول اللہ صلعم نے ہجرت کی اسے اپنا وطن بنالیا۔ مکہ کے تمام تعلقات توڑ دئے۔ گھر بار سب مدینہ ہی مدینہ ہوگیا۔ اہل و عیال۔ اسباب سامان وغیرہ سب مدینہ میں منتقل کرالیا۔ بلکہ حکم دیا کہ کوئی شخص مکہ میں نہ رہے۔ یہانتک کہ ہجرت نہ کرنے والے کی سخت مذمت قرآن مجید میں آئی ہے پھر یہ کہ تمام کاموں کا مرکز مدینہ ہوگیا۔ وہی آپ کا دارالخلافہ مقرر ہوا۔ وہیں لوگ اپنا وطن چھوڑکر آگئے تھے۔ اور تمام مسلمانوں کا وہی مرجع بنگیا تھا۔ آپ نے وہاں سکونت اختیار کرلی۔ بلکہ فتح مکہ کے بعد جب کہ آپ مکہ میں رہ سکتے تھے تب بھی واپس مدینہ میں لوٹ آئے اور جتنے دن مکہ میں رہے مسافر کی حیثیت سے رہے۔ چنانچہ اتنے دن نماز قصر کرکے پڑھتے تھے۔ لیکن کیا حضرت مرزا صاحب نے بھی لاہور کی طرف اسطرح کوچ کیا تھا اور کیا قادیان کو مکہ کی طرح چھوڑا تھا۔ اسکا جواب کوئی عقلمند انسان اثبات میں دینے کے لیئے تیار نہیں۔ کیونکہ حضرت اقدسؑ :-

۱- قادیان سے صرف بطور سفر لاہور میں گئے ۔

۲- لاہور میں مستقل سکونت اختیار نہیں کی ۔

۳- آپکو قادیان سے ہجرت کرنے کا کوئی حکم نہیں ہوا ۔

۴۔ آپکے سلسلہ کے تمام کاموں کا مرکز قادیان ہی رہا جیسے لنگر خانہ۔ مدرسہ تعلیم الاسلام۔ مدرسہ احمدیہ۔ بیت المال۔ دفتر اشاعتِ اسلام۔ مقبرہ بہشتی وغیرہ وغیرہ*

۵۔ آپنے سفر کرتے وقت قادیان والوں کو روک دیا تھا کہ کوئی شخص لاہور نہ آئے۔ اگر آپنے قادیان سے ہجرت کی تھی اور لاہور کو اپنا وطن بنا لیا تھا تو کیا وجہ کہ آپ تو ہجرت کر چلے ہیں۔ اور ان لوگوں کو جو آپکے پاس قادیان ہجرت کر کے رہتے تھے اپنے پاس آنے سے روک دیا*

۶۔ آپکا گھر قادیان ہی میں تھا۔ گھر کا تمام سامان اور اسباب بھی قادیان ہی میں رہا صرف ایک ڈوٹرنک سفر میں پاس تھے۔ پھر یہ کہ لاہور سے تاکیدی خط آتے ہیں کہ قادیان میں رات کو طلباء پہرا دیں۔ اور ہمارے مکان میں پٹھان سوویں ہم انشاء اللہ جلدی آنے والے ہیں۔ ڈاکٹر رشید الدین صاحب کو خاص اپنے مکان میں اتارتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے واپس آنے تک آپ یہاں رہیں۔ گھر کی حفاظت ہوگی۔ پھر مولوی محمد علی صاحب جو آجکل امیر قوم تسلیم کئے گئے ہیں۔ وہ بھی تمام جماعت کے ساتھ قادیان ہی میں رہتے ہیں۔ کسی کو لاہور آنے کی اجازت نہیں صرف چند احباب ساتھ ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کو بھی کچھ دنوں کے بعد بلایا جاتا ہے۔ حالانکہ صدیق تو ہجرت کے وقت ساتھ تھے۔ آیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لاہور کو بطور وطن اختیار کیا گیا تھا۔ اگر آپ کا سفر اس نیت سے تھا۔ کہ ہمیشہ کے لیے لاہور میں رہیں گے اور قادیان سے ہجرت کر چلے ہیں تو آپ قادیان کے احباب کو کبھی لاہور جانے سے نہ روکتے بلکہ حکم دیتے اور اعلان کرتے کہ رسول کریم کی سنت کے موافق مجھے حکم ربی ملا ہے کہ میں لاہور کی طرف ہجرت کروں۔ تمام لوگوں کو چاہیئے کہ آئندہ وہ لاہور کی طرف ہجرت کریں۔ اور قادیان کے مہاجرین کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی ہجرت لاہور میں منتقل کریں۔ پھر اسکے بعد آپ قادیان سے تمام اسباب اور سامان سمیت تمام احباب اپنے خدام کو ہمراہ لے کر قادیان سے روانہ ہوتے پھر تمام محکموں کو قادیان سے لاہور میں منتقل کرتے اور حکم دیتے کہ کوئی دفتر یا محکمہ قادیان میں نہ رہے پھر لاہور پہنچکر آپ ایک احمدی محلہ بساتے۔ اور تمام مہاجرین کے لیئے ایک قطعہ تجویز فرماتے اور تمام دفتروں اور محکموں کو وہاں قائم کرتے۔ لنگر جاری ہوتا ایک عظیم الشان مسجد بنتی۔ آپ کی رہائش اور آپکے اہل و عیال کے رہنے کے لیے مکان بنتے پھر مہمانخانہ بنایا جاتا اور وسیع مکانات پر عمل کرنے کے لیے بڑی بڑی حویلیاں بنائی جاتیں قادیان سے تمام تعلقات توڑ دئے جاتے اپنے مکانات اور زمینیں یا تو فروخت کر دیتے یا یونہی چھوڑ آتے۔ پھر اس کے بعد اپنی تمام کتابیں منگواتے۔ اور جہاں جہاں قادیان کے متعلق یہ لکھا ہے کہ یہ مرجع خلایق ہوگا۔ اور یہ کہ قادیان بمبئی کے برابر ہو جائے گا۔ اور یہ کہ یہاں ہجرت کرنی چاہیئے۔ اور یہ کہ قادیان خدا کے رسول کا تختگاہ ہے۔ ایسے تمام مقامات میں قادیان کا نام کاٹ کر لاہور کا نام لکھ دیتے۔ پھر الوصیۃ طلب فرماتے اور جہاں لکھا ہے کہ صدر انجمن کا مرکز ہمیشہ کے لیئے قادیان ہونا چاہیئے۔ وہاں سے قادیان کا نام اڑا کر لاہور لکھ دیتے۔ اور بالآخر مقبرہ بہشتی کی باری آتی۔ تمام قبریں لاہور منتقل کیجاتیں۔ اور احمدیہ بلڈنگ کے قریب کوئی میدان تجویز کیا جاتا جہاں مقبرہ کی بنیا رکھی جاتی اور بعد اسکے آپ خدا تعالیٰ سے دعا مانگتے کہ اے میرے رب تمام وہ دعائیں جو میں نے تیرے حضور قادیان کے لیئے کی ہیں وہ تو لاہور کے حق میں کیجیو۔ اور تمام وہ وعدے جو تو نے اپنے الہاموں میں مجھ سے قادیان کے متعلق کئے ہیں وہ سب منسوخ کر کے لاہور کو ان کا مورد ٹھیرائیو۔ اور اے میرے رب تیرے رسول عربی نے اپنی حدیث میں میرے متعلق کدعہ نام گاؤں کی بشارت دی ہے تو اسے بھی منسوخ کر دے اور یہ فضیلت بھی لاہور ہی کی قسمت میں کر دے اور اے میرے پیارے تو نے ایک مرتبہ میری صداقت کے ثبوت میں مجھے غلام احمد قادیانی کے اعداد بجھائے تھے لیکن الٰہی اب غلام احمد لاہوری کے جملہ سے میری صداقت کا ثبوت دے*

چوتھا امر

یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ مدینہ شہر کو کہتے ہیں۔ تو مدینۃ المسیح کے معنے ہوئے مسیح موعود کا شہر اب میں با انصاف ناظرین ہی کو منصف بناتا ہوں کہ جب آپ سے کوئی ناواقف پوچھا کرتا ہے کہ آپکے شہر کا کیا نام ہے تو آپ اپنے وطن کا نام بتاتے ہیں یا ایسے شہر کا جہاں آپ بطور سفر کے وارد ہوئے ہوں۔ یقیناً آپ اسے اس شہر کا نام بتاتے ہیں۔ جسے آپنے اپنا وطن بنایا ہوا ہوتا ہے۔ سو اسی طرح بتایئے کہ حضرت مسیح موعود کی مستقل رہائش کہاں تھی۔ آپ کا وطن کونسا تھا۔ آپ کی تمام کوششوں کا مرکز کس مقام میں تھا۔ آپکے ماتحت مختلف مدات کس جگہ جاری تہیں؟ قادیان میں۔ اور یقیناً قادیان میں۔ پس قادیان ہی مَدِیْنَۃُ الْمَسِیْح ہے۔ نہ کہ لاہور۔ اسی طرح رسول کریم صلعم جبتک مکہ میں رہے یثرب کا نام مدینۃ الرسول نہ تھا۔ لیکن جب آپنے اسے وطن بنا لیا۔ اور مکہ کو آپ کی رہائش اور آپکے وجود سے محروم کر دیا گیا تب یثرب کا نام طیبہ اور مدینہ رکھا گیا۔ طیبہ اسلیئے کہ وہ وبا سے پاک ہو گیا۔ اور مدینہ اسلیئے کہ رسول صلعم نے اسے اپنا وطن بنا لیا*

پانچویں بات

قابل توجہ یہ ہے کہ اگر رسول کریم کی وفات کی وجہ سے کوئی شہر مدینہ بن سکتا ہے، تو کیا وجہ کہ کہیں دفن ہونے سے یہ لقب حاصل نہ ہو۔ کیونکہ اگر رسول کریم مدینہ میں فوت ہوئے ہیں تو دفن بھی تو وہیں ہوئے ہیں سلکہ دفن ہونا۔ اور ہمیشہ کے لیئے کسی شہر میں کسی نبی یا مامور کا مزار ہونا زیادہ فضیلت اور برکات کا موجب ہے۔ کیونکہ وفات پانا تو ایک آنی فعل ہے اور کہیں مدفون ہونا تو قیامت تک کے لیئے ہے اسلیئے زیارت کرنے والوں اور فیوض حاصل کرنے والوں کے لیئے وفات پانے کی جگہ کوئی مرجع نہیں ہو سکتی۔ اسی لیئے صوفیا نے اور سالکوں نے اپنے پیروں اور بزرگوں کی قبروں پر چلّے کاٹے ہیں۔ اور کشف قبور سے ترقیات حاصل کی ہیں۔ چنانچہ باوا نانک صاحب نے ملتان میں۔ اور ہیر سر میں خواجہ عبد الشکور سلمی رح کی درگاہ پر متواتر چلّے کاٹے۔ علاوہ ازیں خود حضرت مسیح نے قبور سے برکت حاصل کرنے کا ذکر کیا۔ اور اسی لیئے ہزاروں حاجی بڑی مشقت اٹھا کر صرف اسی واسطے مدینہ جاتے ہیں کہ نبی کریم کے مزار مبارک کی زیارت کریں۔ اگر رسول کریم مدینہ میں وفات پاتے۔ لیکن آپ کا جسم اطہر کہیں اور دفن کیا جاتا تو لوگ اتنے زور سے کبھی مدینہ جاتے اور جس کثرت سے حاجی وہاں جاتے ہیں یہ کثرت کبھی نہ ہو۔ مدینہ کی طرف صرف اسلیئے سفر کیا جاتا ہے کہ وہاں آپکا مزار مبارک ہے۔ اسی اصل پر موجودہ معاملہ کو پرکھنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ قادیان میں آپ کا مزار ہے یا لاہور میں۔ مشاہدہ اور واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ آپکا مزار مبارک قادیان میں ہے۔ اور قیامت تک آپکا مزار مبارک آپ کی یادگار رہے گا جس قدر اس امت میں صوفیا کرام پیدا ہوں گے وہ سب آپکے مزار سے فیض حاصل کرینگے۔ نہ کہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کے مکان سے۔

جو وہ بھی کرایہ پر لیا ہوا ہے۔ اور معلوم نہیں انجام کیا ہو +

چھٹا امر جس کی طرف میں آپ کی توجہ معطف کرانی چاہتا ہوں یہ ہے کہ مدینہ وہ مقام ہے جہاں نبوت کا مرکز قرار پایا ہے اور آپکے بعد خلافت کے لیے بھی وہی مقام چنا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو وہ بھی مدینہ میں ہمیشہ رہے اور مدینہ ہی آپکا دارالخلافہ قرار پایا پھر حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ آیا تو مدینہ ہی خلافت کا مرکز تجویز ہوا۔ غرض جسطرح مدینہ کو نبوت کے مرکز ہونے کا فخر حاصل ہے اسی طرح دارالخلافہ ہونے کا شرف بھی اسی کے حصہ میں آیا۔ اب ہم سلسلہ احمدیہ میں مدینۃ الرسول معلوم کرنا چاہتے ہیں تو وہ قادیان کے سوا اور کوئی ثابت ہی نہیں ہوتا کیونکہ یہاں ہی بانیٔ سلسلہ کی وفات کے بعد خلافت کا قیام اسی مبارک بستی میں ہوا۔ اور انتخاب خلافت یہاں ہی وقوع میں آیا اور وہ خلیفہ جس کی خلافت غیر مبائعین کو بھی مسلم ہے وہ اپنی تمام خلافت میں یہاں ہی رہا۔ سو جسطرح ظل رسول صلعم (مسیح موعود) کی یہاں تمام عمر رہنے اور پھر بعد وفات اسی جگہ مدفون ہونے نے اس مقام کو مدینہ ثابت کیا اسی طرح اُسکے بعد خلافت کے انتخاب اور اس کے جانشین نورالدین اعظم علیہ السلام نے اسے دارالخلافہ بنانے سے اس بستی کے مدینہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت دیا۔ یہاں پر غیر مبائعین سے ایک سوال ہے کہ جب ۱۹۰۸ء میں حضرت اقدس لاہور میں فوت ہوگئے اور مطابق الہام ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں ظاہر ہوگیا کہ لاہور مدینۃ المسیح ہے تو مولوی محمد علی صاحب اور انکے معزز رفقاء نے حضور کی نعش مبارک لاہور میں دفن کرنے کی کوشش کیوں نہ کی۔ کیونکہ جب لاہور مدینہ بن گیا تو مسیح موعود کا مزار بھی وہاں ہی بننا چاہیے تھا جسطرح رسول کریم مدینہ میں فوت ہوئے اور آپ کا مزار بھی وہاں ہی تجویز ہوا۔ اچھا اسے جانے دو مدفون بھی اگر آپ قادیان میں ہو جاتے تو بھی کم سے کم خلافت کا انتخاب اور اسکا مرکز لاہور ہی میں آپ لوگ تجویز کرتے۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں عرض کرتے کہ حضور لاہور میں چلے آئیں۔ کیونکہ حضرت اقدس کی وفات نے ثابت کر دیا کہ لاہور [illegible] ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ جنکے آپ مثیل ہیں مدینہ ہی میں قیام پذیر ہوئے تھے۔ مگر کسی نے بھی حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں یہ عرض نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ بھی خلافت [illegible] کے انکار پر گھڑا گیا۔ ورنہ اس سے پہلے سب کے سب قادیان کے مدینۃ المسیح ہونے پر متفق تھے +

۷۔ **ساتویں بات** جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ غیر مبائعین کہا کرتے ہیں کہ ہم لاہور کو مدینہ بنا کر قادیان کی ہتک نہیں کرتے کیونکہ ہم اسے بھی مکہ کہتے ہیں۔ اور مکہ سے گو رسول کریم نے ہجرت کر لی لیکن اسکا شرف پھر بھی قایم رہا۔ لیکن ان کی یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جب رسول صلعم مبعوث ہوئے تو مکہ کو دو شرف حاصل تھے۔ ایک بیت اللہ کے وجود کا دوسرے رسول صلعم کے مدینہ ہونے کا پھر جب مکہ والوں کی شرارت سے رسول صلعم کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی۔ اور مکہ آپکا مدینہ نہیں رہا۔ بلکہ یثرب آپ کا مدینہ بنگیا تو گو مکہ کو **مدینۃ الرسول** ہونے کا شرف نہیں رہا لیکن بیت اللہ تو قیامت تک وہاں ہی ہے۔ اور اب بھی جو لوگ کہ جاتے ہیں وہ بیت اللہ کے لیئے جاتے ہیں۔ اور گو یثرب کے مدینہ بننے سے مکہ کا ایک شرف جاتا رہا لیکن دوسرا شرف تو باقی رہا لیکن قادیان کو تو صرف ایک ہی شرف حاصل تھا۔ اور وہ مدینۃ المسیح ہونے کا کیونکہ بیت اللہ تو اسمیں کوئی بھی نہیں۔ سو جب یہ شرف بھی لاہور کو حاصل ہوگیا تو قادیان میں تو کوئی بات بھی نہ رہی ایک ہی شرف تھا وہ بھی لاہور نے لے لیا۔ **مدینۃ المسیح** ہونے کی وجہ سے سب برکتیں تھیں لیکن جب بجائے قادیان کے لاہور مدینۃ المسیح بنگیا تو وہ برکات بھی بند ہوگئیں۔ اب کہاں ہیں وہ غیر مبائعین جو کہتے ہیں کہ لاہور کو مدینۃ المسیح بنا کر ہم قادیان کی ہتک نہیں کرتے؟ والسلام

عرفانی کی غلط بیانی

مکرم ماسٹر احمد حسین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی ایک لمبا چوڑا مضمون بھیجتے ہیں جسکا ضروری اقتباس درج کیا جاتا ہے + (ایڈیٹر)

۱۴ مئی کے اہلحدیث (امرتسر) میں خواجہ حسن نظامی صاحب کے ایک دوست جو ان کے مرید بھی ہیں اور انہی کے عطا کردہ خطاب سے عرفانی کہلاتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا مراسلہ بعنوان "قادیانی مناظرہ سے گریز" شائع کرایا ہے۔ اسمیں چونکہ دہلی کی احمدیہ جماعت پر صریحًا ناروا حملہ کیا گیا ہے اور دانستہ یا نادانستہ بعض رنجیدہ غلط بیانیوں سے سلسلہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لہذا میں بحیثیت ایک واقف حال اور نیز ناچیز خادم جماعت موصوفہ ہونے کے ان غلط فہمیوں کا ازالہ اور حقیقت واقعات پر روشنی ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ قادیانی جماعت سے خواجہ حسن نظامی صاحب کا کوئی باقاعدہ مناظرہ قرار پایا تھا۔ جیسا کہ عرفانی صاحب نے بیان کیا ہے عرفانی صاحب معہ اپنے حامیوں ہمخیالوں اور خود خواجہ صاحب کے بلکہ اپنے مرشد کی مدد لے کر بھی تا قیامت اسکا ثبوت نہیں دے سکتے۔ اظہار مشیخت کی غرض سے لفاظی و سخن سازی اور چیز ہے مگر خدا سے ڈر کر واقعات و حقائق کو ملحوظ رکھنا چیزے دگر +

اس نام نہاد "قرارداد" کی **اصلیت** صرف اتنی ہے کہ ہماری جماعت کے ایک نوجوان ممبر ماسٹر محمد حسن صاحب آسان دہلوی اپنے ایک عزیز کو وقتاً فوقتاً تبلیغ کیا کرتے تھے انھوں نے کسی وقت یہ خیال ظاہر کیا کہ مجھے ان مسائل کی چنداں واقفیت نہیں اگر کسی ایسے شخص کے ساتھ جو سلسلہ سے واقف اور ذی علم ہو اس بارہ میں آپ کی گفتگو سنوں۔ تو ممکن ہے کسی نتیجہ پر پہنچ سکوں۔ اسکے متعلق کچھ زبانی اور ایک دو دفعہ تحریری سلام و پیام بھی طرفین میں بالواسطہ ہوئے۔ مگر اسپر کچھ عرصہ گزر گیا۔ اور کم از کم مجھے تو اسکا خیال بھی نہ رہا تھا کہ ایک دن یکایک ہفتہ (۲۴۔ اپریل) کی غالبًا دوپہر حسن نظامی صاحب کا ایک رقعہ دفتر **نظام المشائخ** میں پہنچا۔ اسمیں چند سطور میرے متعلق بھی تھیں کہ کل یکشنبہ ۲۵۔ اپریل کو گیارہ بجے کی گاڑی سے معہ احباب خواجہ صاحب کے "**درین بسیرے**" میں پہنچوں کیونکہ خواجہ صاحب کا اور احمدیوں کا مناظرہ ہے۔ میں یہ پڑھ کر حیران ہوا کہ یا الٰہی یہ کیسا مناظرہ ہے کہ جس کی نہ کوئی شرائط طے ہوئیں۔ نہ امور زیر بحث قرار پائے نہ فریق مقابل کو قرار واقعی تجویز و تعیین تاریخ اور اوقات کا کوئی علم۔ اگر دہلی کی جماعت احمدیہ سے مناظرہ ٹھیرا ہوتا۔ تو کیا یہاں اسکے معدودے چند افراد سلسلہ کو بھی اسکی خبر نہ ہوتی۔ اور خصوصًا خاکسار راقم کو بحیثیت سکرٹری کے جو خواجہ صاحب کی دعوت ہے یہ تو محض پرائیویٹ اطلاع ہے وہ بھی ضمنًا دوسروں کے خط میں چند سطور تھیں (۱) جس نے اسی روز شام کو ایک خط خواجہ صاحب کی طرف لکھا جسکا مفہوم یہ تھا کہ مناظرے یوں نہیں ہوا کرتے۔ کم از کم میں تو اپنی ذات کے لیئے اسمیں شرکت بھی ضروری نہیں سمجھتا۔ تا وقتیکہ ہم لوگ اپنے امام محترم سے اجازت حاصل نہ کر لیں۔ اور شرائط وغیرہ امور ضروری طے نہ ہو جائیں۔ ہاں چند احباب میں دوستانہ تبادلہ خیالات کا مضائقہ نہ تھا۔ مگر اسکا تو موقعہ ہی نہیں۔ کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے آپ لوگ حضرت مسیح کے بارے میں تلاش حق سے مستغنی ہیں۔ ہاں اگر واقعی آپ لوگوں کا منشاء ہو کہ مناظرہ ہی کیا جائے تو قادیان سے اجازت لے کر بعد طے شرائط وغیرہ انشاء اللہ اسکا انتظام ہو سکیگا۔ میں اِس مضمون کا خط لکھ کر ڈاک میں ڈالنے جا رہا تھا کہ راستہ میں

ایک دوکان پر خواجہ صاحب کے ایک بھائی صاحب ملے - اور ان کے از راہ مہربانی منظور کرنے پر وہ خط انہی کے ہاتھ بھیجدیا گیا۔ تاکہ اگلے روز کسی وقت پہنچنے کی بجائے اسی شام کو پہنچ جائے - ابھی مہربان نامہ بری دکان پر کھڑے ہی تھے کہ اتنے میں ماسٹر محمد حسن صاحب بھی اتفاق سے آنکلے - میں نے انکو قایل کیا کہ بھئی تم نے آپ ہی آپ یہ مباحثہ کی کیسے ٹھیرالی؟ انہوں نے بڑی حیرت سے کہا - کب اور کس طرح؟ اور میری کل کیفیت گوش گزار کرنے پر کہنے لگے مگر بالکل غلط ہے مجھے اس سے پہلے مطلق علم تک نہیں - البتہ زبانی و تحریری محض سلسلہ جنبانی تو چند روز سے ہو رہی تھی - کہ کسی وقت دوستانہ تبادلۂ خیالات کیا جائے - مگر باقاعدہ مناظرہ کی کوئی قرارداد تا حال نہیں ہوئی - ورنہ کیا مجھ تک کو اسکی خبر نہ ہوتی - میں نے پھر ان سے کہا کہ میں تو خواجہ صاحب کو جواب دے چکا ہوں - آپکا چونکہ اس قرارداد مفروضہ سے خاص تعلق ہے - آپ ہی بذریعہ خط یا خود جاکر ذوقی شاہ صاحب وغیرہ سے کہدیں کہ مناظرے یوں نہیں ہوا کرتے - کہ خود بخود وقت وغیرہ مخصوص کر دیا اور اپنے احباب کو بھی بلا بھیجا حالانکہ ادھر نہ تو کوئی باقاعدہ اطلاع ملی نہ اتنی مہلت کہ اپنے سارے دوستوں کو خبر دے سکیں اور آمادہ شرکت کر سکیں - چنانچہ ذوقی شاہ صاحب کے دوست اور ماسٹر صاحب کے عزیز مذکورۂ صدر کے سامنے اسی شب کو یہی طے ہوا تھا کہ کل ادھر کے دو آدمی جاکر جواب دے آئیں گے - اور اگر واقعی انکو باقاعدہ مناظرہ ہی کرنا ہو تو اسکی شرائط وغیرہ کے متعلق ابتدائی گفتگو بھی کر آئیں گے - مگر افسوس نہ ماسٹر صاحب جا سکے نہ ہمارے دوسرے احمدی بھائی جان کے ساتھ جاتے - اور یہ کوئی تعجب خیز یا قابل الزام بات نہیں - کیونکہ سکرٹری جماعت دہلی کی طرف سے تو تحریری جواب جا ہی چکا تھا پھر ملازمت پیشہ یا کاروباری آدمی کو آٹھویں دن کی چھٹی میں اپنے بیسیوں ضروری کام ہوتے ہیں - جنسے بلا اطلاع سابق ذرا سا وقت نکالنا بھی اکثر مشکل ہوتا ہے - چہ جائیکہ قریبًا سارا دن - علاوہ ازیں صرف شب درمیان کی مہلت میں حریف کے یکطرفہ اور بالکل بے قاعدہ فیصلہ کو منظور کر کے جا حاضر ہونا کسی طرح ماسٹر صاحب یا کسی دوسرے احمدی کا فرض بھی نہ تھا۔

اسپر اخباروں میں چھاپ دینا کہ قادیانیوں نے گریز کیا - میں نہیں سمجھتا کہاں کی حق پرستی حق پسندی اور صوفیانہ صاف دلی ہے - قطع نظر اسکے یہ کہ قبل ازیں یہی ذوقی شاہ صاحب ماسٹر محمد حسن صاحب سے خود مناظرہ سے خلاف ورزی و گریز کر چکے تھے جس کی کیفیت ماسٹر صاحب خود لکھیں گے - انشاءاللہ +

عرفانی صاحب نے لکھا ہے کہ شاہ صاحب نے متواتر آٹھ روز تیاری مناظرہ میں شاقہ محنت مطالعہ اٹھائی - اور درویش خانہ میں جلسہ کا خاص اہتمام کیا گیا - اور ان کے احباب شوق مناظرہ میں جوق جوق جمع ہوئے وغیرہ - مجھے ان لوگوں کی منصف مزاجی اور ایمانداری پر رہ رہ کے حیرت آتی ہے کہ سلسلۂ حقہ کی مخالفت میں یہ کیسی کیسی افسوسناک مکروہ باتوں کو بطیب خاطر روا رکھ لیتے ہیں! عرفانی صاحب کا بیان دو حال سے خالی نہیں یا تو تیاریوں اور اہتمام کے بارہ میں اگر واقعات کے خلاف ہے تو اسکو دروغ بافی و افترا کے سوا کیا کہا جائے - اور اگر درست ہے تو کیا صوفی مشرب طبقہ میں عدل و انصاف اسی کا نام ہے کہ خود تو اسقدر دھوم دھام سے مقابلہ کی تیاریاں کریں اور مقابل کو دو چار روز پہلے بھی اپنے ارادے سے آگاہ تک نہ کریں - کہ فلاں روز فلاں وقت اور فلاں امور پر ہم سے مقابلہ کرنے کے لیئے آمادہ رہنا - اسپر "دعوائے حریف طلبی صف شکنی" اور "پسپائی" وغیرہ طعن آمیز باتوں سے بدنام کرنا۔

افسوس چودھویں صدی کے صوفیوں میں یہی تقوی رہگیا ہے - اگر عرفان اسی کا نام ہے تو ہمارا اسے دور ہی سے سلام ہے - اگر شاہان قلم روئے روحانیت ہونے کے مدعی یہی ذوق سلیم رکھتے ہیں تو اس دور آخر میں دین و ملت کی سلامتی کا اللہ ہی حافظ ہے +

میں بخوف طوالت عرفانی صاحب کے عرفان کی مزید حقیقت کھولنا نہیں چاہتا - مگر آخر میں اتنا اور گزارش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں +

چیلنج اگر آپ لوگوں کو فی الواقعہ تلاش حق مد نظر ہے - تو ابھی - ہم نے اپنے امام علیہ السلام سے اجازت لے لی ہے - اور حضرت ممدوح کی ہی طرف سے ہمارا کوئی مناظر آجائے گا - تاکہ اسکا ساختہ پرداختہ مقامی جماعت یا سلسلہ عالیہ پر آپ کی طرف سے حجت ہو سکے - آپ یا آپکے شاہ صاحب یا بہت قدیم کرم فرما اور آپکے سید و مولا مرشد و پیشوا خواجہ حسن نظامی صاحب چاہیں تو شرائط وغیرہ کا فیصلہ کر کے مباحثہ کے واسطے آمادہ ہو جائیں - پھر ہمارے گریز کی اصلیت پبلک پر ذرا کھل جائیگی اور آپ لوگوں کا تو اب بھی دل ہی جانتا ہوگا زبانی و قلمی لن ترانی میں ان کے کسے روک سکتا ہے؟ اللھم انصر من نصر دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم و اخذل من خذلہ و کونوا معھم آمین - والسلام علی من اتبع الھدیٰ - ۱۸ مئی ۱۵ء

(از خاکسار احمد حسین احمدی فرید آبادی سکرٹری جماعت احمدیہ دہلی)

خلافت کا اہل کون ہے

پیغام نے چار امتیازی نشانات خلافت کے قایم کر کے مولوی محمد علی صاحب کو احق بالخلافہ قرار دیا ہے - تعجب ہے کہ جو مسیح موعود کے بعد خلافت ہی کے قائل نہ تھے وہ اب اس قسم کے مضمون پسند کرتے ہیں حالانکہ جب خلافت کا سلسلہ ہی مسلم نہیں تو کسی کا احق بالخلافہ ہونا کیسا بہر حال ہم اسپر ایک مختصر ریویو کرتے ہیں۔

معترض نے جائز خلیفہ کے لیئے چار امتیازی نشانات لکھے ہیں - پھر لکھا ہے کہ مولوی محمد علی میں یہ باتیں میاں صاحب سے بڑھ کر پائی جاتی ہیں:-

۱- تصدیق مامور میں تقدم + ۲- علم میں تبحر اور کمال + ۳- تقدس اور تطہر ذاتی + ۴- خدمات دین + اول پہلی بات کا ثبوت دیجئے - کہ یہ معیار ہر خلیفے کے لیئے کس آیت و حدیث سے ضروری ثابت ہوتا ہے +

دوم اگر خلیفہ کے لیئے تقدم فی التصدیق ضروری ہے تو حضرت عمر کس طرح خلیفہ ہو سکتے ہیں - جب کہ حضرت عثمان اور حضرت علی کو تقدم فی التصدیق حاصل تھی - بلکہ ان کے علاوہ زبیر عبد الرحمن بن عوف - عمار بن یاسر - عبد اللہ بن مسعود - ابوذر غفاری سب رضی اللہ عنہم کو تقدم فی التصدیق حاصل تھی +

سوم - اگر ایسی جماعت میں یہ معیار مانا جائے تو ہزاروں احمدی ایسے نکلیں گے - جو حضرت اقدس کے اسوقت حلقہ بگوش ہوئے - جبکہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت صاحب کا نام بھی نہ سنا ہوگا +

چہارم - حضرت اقدس کا قول در بارہ مولانا عبد اللطیف یاد کرو - کہ سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے نکل گیا +

پنجم - دوسرے خلیفے کی نسبت تو اس اعتراض کا جواب الہام الہی نے دیا ہے + اے فخر رسل قرب تو معلومم شد دیر آمدہ زراہ دور آمدہ + دوسری بات علم میں تبحر - سوال یہ ہے کہ علم سے مراد ظاہری علوم ہیں - یا کہ باطنی - اگر ظاہری ہیں تو انگریزی یا عربی - اگر انگریزی! تو حضرت مولانا نور الدین صاحب ایک ایم - اے کی موجودگی میں کیونکر خلیفہ جائز تھے - اگر عربی علوم مراد ہیں - تو مولوی محمد علی صاحب کی لیاقت حضرت میاں صاحب سے بہت کم ہے - یہ ہمارا ہیچ دعوے ہے - کیونکہ عربی علم کے

ہر شعبہ کی تعلیم حضرت مولانا نورالدین سے آپنے حاصل کی جیسا کہ مولانا موصوف نے اپنی باغ والی پہلی تقریر میں اس کا ذکر کیا اور مولوی محمد علی صاحب سے تو پوچھ کر دیکھئے وہ خود اقرار کرینگے کہ میں علوم عربیہ سے واقف نہیں اور تجربہ کے متعلق تو یہ معتقد کہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ مجھے حاصل نہیں اگر علم سے مراد باطنی علم ہے تو مولانا نورالدین صاحب کی جگہ پر کھڑے ہو کر جماعت کو درس دینا جو مولانا موصوف سے مولوی محمد علی صاحب جتنا قرآن مجید پڑھ چکی ہو کا سے دارد۔ اگر کسی کو زعم ہو تو وہ حضرت اقدس کے پیش کردہ معیار پر معارف وحقایق قرآنیہ کے لحاظ سے مقابلہ کرے۔ پھر تجر علمی کا اندازہ اس پیشگوئی کے الفاظ سے ہو سکتا ہے۔ جو حضرت صاحبزادہ صاحب کے متعلق ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں درج ہے۔ وہ سخت ذہین ہوگا جلدی جلدی بڑھے گا۔ پھر حضرت خلیفہ اول جیسے متبحر شخص کا آپ کے خطبے اور آپ کی تقریر پر شکر یہ فرمانا کہ ایسے ایسے نکات ہم نے سنے ہیں جو آگے کبھی نہیں سنے حضرت صاحبزادہ صاحب کے تبحر علمی کی زبردست دلیل ہے۔

تیسری بات تقدس اور تطہر ہے (۱) تقدس و تطہر ایک امر باطنی ہے وہ آثار سے ظاہر ہوتا ہے اور خدا کی تائید سے پتہ لگتا ہے کہ مقدس و مطہر کون ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص مقابلہ پر اٹھا۔ آخر اسے مرکز چھوڑنا پڑا۔ اور باوجود اپنے اور اپنی رفقاء کی سرتوڑ کوششوں کے ناکام رہا۔ اور تم مقابل کے ہاتھ پر ایک کثیر حصہ جماعت نے اطاعت کا اقرار کیا (۲) حضرت اقدس کا مقدس و مطہر ہونا ہمارے اور آپکے نزدیک مسلم ہے اور ایک پیشگوئی ایسی ہے جو مولوی محمد علی صاحب بھی حضرت میاں صاحب کے حق میں ماننے پر مجبور ہوئے ہیں اور اسمیں یہ الفاظ ہیں کہ وہ حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا پس حضرت میاں صاحب کے تقدس و تطہر میں کچھ شک کرنا حضرت اقدس کو غیر مقدس ٹھیرانا ہے (۳) پھر حضرت اقدس کا کشف ہے دربارہ مولوی محمد علی کہ "آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے" جس سے معلوم ہوا کہ اب حضرت میاں صاحب کے مقابلہ کر کے وہ شرعاً صالح کہلانے کے بھی قابل نہ رہے۔ اور مطہر تو اس سے بڑھ کر ہے۔ اگر تفسیر لکھنا مطہر ودیسے کر دیتا ہے تو پھر ایک طرف حضرت مسیح موعود غیر مطہر بنیں گے دوسری طرف عبدالحکیم اول المطہرین قرار پائے گا +

چوتھی بات خدمات دین اسکے جواب میں عرض ہے کہ خدمات سے مراد اگر ایڈیٹری ہے تو شیخ یعقوب علی صاحب کو کسی قسم کی فوقیت ثابت کر دو۔ دوم یہ کہ پھر مولانا نورالدین صاحب کیوں مولوی محمد علی صاحب کی موجودگی میں خلیفہ بنے اور اگر تفسیر نویسی ہے تو پھر اول تو وہ تفسیر پیش کرو جو ہو نے لکھی ہے۔ اور جو شیخ یعقوب علی صاحب کی مقبول عام تفسیر سے بڑھ کر ہے۔ پھر شناء اور زیادہ مستحق ہے جو آجکل آپکا ممدوح بھی ہے اور جو عربی اور اردو تفسیریں لکھ چکا ہے اور اگر اپنے سلسلہ کی مثال مانگو تو ڈاکٹر عبدالحکیم نے انگریزی اور اردو دو تفسیریں لکھیں اپنے خرچ سے چھاپ کر شائع کیں کسی سے دو سو سولہ (۲۱۶) روپے ماہوار تین سال تک تنخواہ بھی نہیں لی۔ وہ گرمیوں میں کوہ مری بھی غریب قوم کے خرچ پر نہیں گیا۔ اور نہ پھر اس نے چودہ ۱۴ پندرہ ہزار کسی انجمن کا جا دبایا۔ اور نہ کسی کی مستعار کتابیں اور عمایاب اثر لے گیا۔ **سوم** حضرت اقدس فرماتے ہیں ہے ۔ ور نہ درگاہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار + **چہارم** بڑے چھوٹے کے جائیں گے کی پیشگوئی بھی پوری ہونی تھی + **پنجم** مدرسہ انگریزی واحمدیہ اور اسٹیبلشمنٹ سلسلہ کا قیام باوجود تمہاری مخالفت کے کس کے ہاتھ سے ہوا۔ اور ہر نازک وشکل موقعہ پر زبردست مضامین کس نے لکھے جن کی تعداد مولوی محمد علی کے مضامین سے بڑھ سکتی ہے بلکہ باہر احمدیت کی تبلیغ کے لئے مختلف مقامات پر جانے میں بھی حضرت میاں صاحب اس سے بڑھ کر ہیں + **ششم** خدمات کے معلوم کرنے کا معیار کیا ہے ؟ اور حضرت خالد سے حضرت عمر کو جو فضیلت خدمات دین میں حاصل تھی وہ بیان کرو +

ہفتم خدمات معلوم کرنے کا وقت قواب آیا ہے + **ہشتم** اس سوال کا جواب کہ مولوی محمد علی اور اس کے رفقاء نے ایک سال میں کس قدر احمدی بنائے +

آخر میں چھا سوال ہے کہ وہ جو مسیح موعود کے پیچھے ایسا چلتا تھا جیسے نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے اس نے کیوں حضرت میاں صاحب کو خلافت میں مولوی محمد علی صاحب سے اول نمبر پر پیش کیا۔ اور گھوڑے سے گرنے کے دنوں میں آپکو مسیح کی خلافت کے لئے نامزد کیا۔ اور مسجد نبوی کی امامت میں اپنا قایم مقام بنایا +

مسافر آگرہ کا بحث سے فرار

ہمنے الفضل ۲۲ اپریل میں مسافر آگرہ کو لکھا تھا۔ کہ آپ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے مناظرہ کی اجازت لیکر بھیجدیں (۲) تین پریذیڈنٹ مقرر ہوں (۳) ہماری مستند کتب قرآن مجید و بخاری شریف ہیں۔ اپنی مستند کتب سے اطلاع دو +

(۴) مباحثہ تحریری ہو۔ مزید شرائط دیکھو (الفضل یکم اپریل ۱۹۱۵ء)

(۵) جو دعوے کیا جائے۔ اسکی دلیل بھی اپنی الہامی کتب سے دیجائے +

(۶) ویدسے ان موجودہ وید کے الہامی ہونے کا ثبوت دینا ہو گا ان.... شرائط کے قبول کر لینے پر جہاں کہو گے ہم پہونچ جائیں گے۔

۱۲ مئی کے مسافر آگرہ میں پھر اطلاع دیگئی ہے کہ مسلمانوں اور آریوں کے مابین ایک بڑا مباحثہ قرار پا گیا ہے۔ آپ مسلمانوں کے قایم مقام بنکر میدان میں آئیں +

جواب میں گزارش ہے کہ جن مسلمانوں سے وہ مباحثہ قرار پایا ہے وہ قائمقام بھی مقرر کر چکے ہیں ہمیں ان کے معاملہ میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ جو مناظرہ ہمارے اور آپکے درمیان قرار پایا ہے اس کے شرائط اوپر درج ہیں۔ ان کے مطابق ہمیں اطلاع دو تو ہم پہونچ جائینگے جب تک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت نہ بھیجو گے جب تک مندرجہ بالا شرائط مسلم نہ ہونگی۔ آپ کا فرار ثابت ہے اور حجت ملزم آپ پر قایم ہو

(الفضل) علی تعجب کہ مسافر آگرہ کو ۲۲ اپریل کے الفضل میں وہ جواب نظر نہ آیا۔ اور ۳۰ اپریل .... کے الحدیث میں دیکھا پھر ایسا حواس باختہ ہوا کہ ایک ماہ بعد جواب دیا ہے ۱۲

تجارت پر جنگ

لنڈن ۱۹ مئی۔ ایک جرمن آبدوز کشتی نے ڈرنکری کو بالکل غرق کردیا۔ ناروے کا سٹیمر بچ گیا + لنڈن ۲۰ مئی سٹیمر ڈمفریز کو بحیرہ آئرلینڈ میں تارپیڈو سے غرق کر دیا گیا ہے۔ دو جانیں ضائع ہوئیں +

لنڈن ۲۰ مئی۔ ایک آبدوز کشتی نے لوسرن اور کراسولائٹ ہائی گیر جہازوں کو بحیرہ شمالی میں غرق کردیا ہے +

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاءالاسلام قادیان میں چھپکر شایع ہوا